پارہ پارہ کرنا چاہتی ہے تو یہاں کی اکثریت ایسے کسی بھی ارادہ اور سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی جس سے مسلمان بچوں کا مستقبل مخدوش اعمال کا دینی ذہن مجروح ہو سکتا ہو اور نتیجۃً اس سے ہماری قومی یکجہتی بھی متاثر ہو سکتی ہو۔ اسلئے لازمی ہے کہ ایسے کسی نصاب کمیٹی میں اقلیتی طبقوں کو ان کی شرح آبادی سے زیادہ نمائندگی ہرگز نہ دی جائے پھر سنی مسلمانوں کیطرف سے بھی ایسے راسخ العقیدہ علماء لئے جائیں۔ جن کا علم و عمل دینی تصلب، اسلامی حمیت مسلّم ہو، مسلمانوں کا ان پر اعتماد ہو اور تعلیم و تربیت سے متعلق امور میں بھی انہیں پورا تجربہ حاصل ہو۔ چند نام نہاد "ماہرین تعلیم" کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ملک کے سواد اعظم کے جذبات اور معتقدات کو اسطرح خطرہ میں ڈال کر خدشات اور بے چینی کی فضا پیدا کریں اگر حکومت نے بھی خدانخواستہ ایسے کسی نصاب کو جلدی میں منظور کروا کر نافذ کرنے کی کوشش کی تو قوم کا دل اور ضمیر، ایمان و یقین احساس اور شعور اسی طرح اسے ٹھکرا دے گی۔ جیسا کہ وہ عائلی قوانین اور اسطرح کے دیگر غیر اسلامی منصوبے بڑی حقارت سے ٹھکرا چکی ہے۔ اس لئے کہ مسلمان اپنے جگر گوشوں اور نونہالوں کو ابوبکرؓ کے دامن شفقت اور عمرؓ کے سایۂ عافیت سے نکال دینے کو اتنی آسانی سے برداشت نہیں کر سکیں گے۔

مشرقی پاکستان نیشنل عوامی پارٹی کے صدر پروفیسر مظفر احمد نے کراچی کے ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی رائے میں مذہب، سیاست اور معیشت علیحدہ علیحدہ شعبے ہیں۔ مذہب میرے سر کا تاج ہے مگر روٹی کیلئے جدوجہد سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں، اس جلسہ میں نیپ کے دوسرے رہنماؤں نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ صرف نیپ نہیں بلکہ کئی دوسری پارٹیاں بھی مذہب کے بارہ میں بار بار اسی قسم کے مضحکہ خیز تصوّر کا برملا اظہار کرتی رہتی ہیں اور عام مسلمانوں کیلئے مذہب کے بارہ میں ایسی ناقص سطحی اور عیارانہ ذہنیت بجا طور پر موجب حیرت اور تعجب بن جاتی ہے یہ لوگ ایک طرف تو منافقانہ روش اختیار کر کے مذہب کو سر کا تاج کہہ دیتے ہیں مگر اس کے فوراً بعد اپنے چار پانچ فٹ جسم کی اقلیم کو بھی اس تاج کی فرمانروائی سے الگ کر دیتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر مذہب کا یہ تاج اتنا مجبور د بے بس ہے کہ پیٹ اور روٹی جیسے بنیادی مسائل میں بھی اپنی بالادستی منوا نہیں سکتا تو پھر اس تاج کو سر پر رکھنے کا تکلف کیوں کیا جاتا ہے۔؟ اور انتخابی مہم میں عوام کو ورغلانے کی خاطر قرآن و سنت کی بنیاد پر آئین کے نعروں کو ان کا ضمیر کیسے برداشت کر لیتا ہے؟ اگر احساس اور ضمیر زندہ ہو تو ایسے دوغلہ پن سے انسان خود بھی شرمندہ ہو جاتا ہے ـــــ مذہب اگر سیاست اور معیشت جیسی گہرائی اور گیرائی رکھنے والے مسائل پر بھی کنٹرول نہ رکھ سکے اور عبادات میں تو پہلے سے ایسے نعرہ بازوں کی جگہ صفر ہوتی ہے تو آخر مذہب کس مرض کی دوا رہ جاتا ہے

جس کا نام تبرکاً یا اغراض کی خاطر استعمال کیا جائے۔ ہمارے اکثر سیاستدانوں کا یہی ملحدانہ ذہن اور منافقانہ روش ہے جس نے قوم کو ایسے ہولناک چوراہے تک پہنچا دیا ہے ــــ اسلام کا دعوٰی ہے کہ وہ انسانی زندگی کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شعبہ سے بھی بے تعلق نہیں رہ سکتا وہ اگر روٹی کا مسئلہ اور جنسی تقاضوں کو جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی پابندیوں سے آزاد چھوڑ دے تو پھر انسان اور دیگر حیوانات اور چوپایوں میں فرق ہی کیا رہ جاتا ہے۔ مذہب انسان کو انسان بنانا چاہتا ہے اس لئے وہ سیاست اور معیشت تو کیا بول و براز جیسی باتوں پر بھی اپنے احکام اور ہدایات لاگو کرتا ہے۔ بلاشبہ مذہب ہمارے سروں کا تاج ہے، مگر ایسا تاج کہ اس کے پہننے والے اپنے زمانہ کے جبر استحصال کرنے والی سب سے بڑی طاقت قیصر اور کسریٰ کے تاج کو مدینہ کی گلیوں میں ٹھوکریں لگاتے اور روندتے پھرتے ہیں۔ پوری انسانیت اس تاج کی چمک دمک سے روشن ہوئی، اس تاج نے دکھوں کا مداوا کیا، انسان کو انسان بنایا، اس کی تمام حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کیا مگر جب مذہب دلہن کا روایتی تاج بن کر رہ گیا جس کا مقصد صرف وقتی آرائش اور نمائش سمجھا گیا ہو اور باقی تمام جسم اس تاج کی حکمرانی سے آزاد کرا دیا گیا۔ تو روٹی کا مسئلہ پیدا ہوا، پوری انسانیت پیٹ کے قعر مذلت میں جا گری اور ساری دنیا اس غلیظ گڑھے کے گرد بھوکے گدھ کی مانند گھومنے لگی مگر نہ تو کسی کی ہوس پوری ہوئی نہ بھوک اور پیاس ختم ہوئی۔ اگر روٹی کا مسئلہ مذہب سے آزاد ہو گیا تو یاد رکھئے کہ انسان ایک ایسا بھوکا کتا رہ جائے گا جو کسی مردار کو نوچنے کی خاطر پوری زندگی اپنے بنی نوع پر غرانے اور چنگاڑنے میں گزار دیتا ہے۔

خدا کے بندو ذرا ہوش سے کام لو۔ مذہب کو اتنا سستا سمجھ کر پوری انسانیت کو ذلت کے بازار میں اتنا گھٹیا اور بے دام مت بناؤ، مذہب ہمیں ایک لاثانی اور معیاری مخلوق بنانا چاہتا ہے اور یہ تب ممکن ہے کہ ہماری سیاست و معیشت تمدن اور معاشرت اور ہمارے تمام حوائج اور ضروریات کی کوئی ادنیٰ سی بات بھی مذہب کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھ سکے۔

واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل

سمیع الحق

یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۹۰ھ